© rasailojaraid.com

یادرفتگان

ڈاکٹر محبوب الحق کے بارے میں

پروفیسر خورشید احمد

پاکستان کے چوٹی کے ماہر معاشیات اور ماہر منصوبہ بندی ڈاکٹر محبوب الحق (وفات ۱۶ جولائی ۱۹۹۸) مغرب میں بھی ایک جانی پہچانی شخصیت تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی وفات تمام دنیا اور خصوصاً پاکستان کے علمی حلقوں کے لیے بہت بڑا نقصان ہے۔ یہاں انھوں نے اپنی زندگی کے آخری حصے میں اقرا نیشنل ٹاسک فورس کے چیئرمین کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ انسانی وسائل کی ترقی (Human Resource Development) کے لیے اپنے طور پر کوشاں تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اچھے کاموں کو قبول فرمائے اور اس کا اجر انھیں عطا فرمائے اور ان کی کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرمائے۔

ڈاکٹر محبوب الحق ۲۲ فروری ۱۹۳۴ کو ریاست جموں و کشمیر کے موسم گرما کے صدر مقام جموں میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماسٹر عبدالعزیز یہاں پڑھاتے تھے۔ ماسٹر صاحب کے تین بیٹوں میں محبوب الحق سب سے چھوٹے لیکن سب سے ممتاز تھے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم جموں میں حاصل کی۔ ڈاکٹر صاحب کا خاندان قیام پاکستان کے موقع پر آگ و خون کا دریا پار کر کے پاکستان آیا۔ ماسٹر عبدالعزیز نے گوجرانوالہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں مسلم ہائی اسکول قائم کیا۔ وہ اس اسکول کے پرنسپل رہے اور ساری زندگی تعلیم کے ساتھ گہری وابستگی میں گزاری۔ مجھے ان کی زندگی کے آخری دنوں میں ان سے ملنے کا موقع ملا جب کہ وہ اپنے گھر سیکٹر ایف-۷ کے قریب ایک مسجد کی تعمیر و ترقی کے لیے کوشاں تھے۔

ڈاکٹر محبوب الحق کے والد بہت سادہ اور نہایت وضع دار انسان اور بہت اچھے استاد تھے۔ ڈاکٹر محبوب الحق کی تعلیمی کارکردگی بچپن سے ہی بہت اچھی تھی۔ انھوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے معاشیات میں ایم اے کیا' اور کیمبرج اور ییل (Yale) کے لیے اسکالرشپ حاصل کیا' جہاں انھوں نے معاشیات کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ انھوں نے سب سے پہلے سٹیٹ بنک آف پاکستان میں ریسرچ آفیسر کی حیثیت سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ بعد میں وہ پلاننگ کمیشن میں چیف اکانومسٹ مقرر ہوئے جہاں انھوں نے بارہ سال (۱۹۵۷-۷۰) خدمات انجام دیں۔ اس منصب پر وہ معاشیات دانوں اور منصوبہ بندی کے ہارورڈ گروپ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہت قریب ہو گئے۔ اس کے علاوہ ان کے تعلقات ورلڈ بنک اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کے افسران سے استوار ہوئے۔

پلاننگ کمیشن سے فارغ ہونے کے بعد ۱۹۷۰ء میں وہ ورلڈ بنک کے شعبہ پالیسی پلاننگ کے ساتھ منسلک ہو گئے اور بہت اہم حیثیت حاصل کر لی۔ وہ ورلڈ بنک کے صدر رابرٹ میکنمارا سے بہت قریب تھے۔ انھوں نے ۱۹۸۲ء میں ورلڈ بنک کے نئے سربراہ سے مایوس ہو کر بنک سے علیحدگی اختیار کر لی۔

ڈاکٹر محبوب الحق' جنرل ضیاء الحق کے عہد میں ۱۹۸۲ء میں پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین کے طور پر پاکستان واپس آ گئے۔ وہ وفاقی وزیر کے برابر عہدے اور صدر پاکستان کے ساتھ راست رابطے کے خواہش مند تھے جب کہ اس وقت کے وزیر خزانہ غلام اسحاق خان اس کے مخالف تھے۔ وہ چیئرمین پلاننگ کمیشن بن گئے اور انھیں ان کے تحت کام کرنا پڑا۔ جب غلام اسحاق خان چیئرمین سینیٹ بنے (۸۷-۱۹۸۵ء) تو ڈاکٹر محبوب الحق وفاقی وزیر منصوبہ بندی کے عہدے پر پہنچ گئے۔ محمد خان جونیجو کے دور میں ان کے وفاقی وزیر خزانہ بننے کے خواب کی تکمیل ہو گئی۔ ۱۹۸۷ء میں جناب جونیجو نے اپنی کابینہ میں وسیع پیمانے پر رد و بدل کرتے ہوئے ڈاکٹر محبوب الحق کی جگہ محمد یٰسین خان وٹو کو وزیر خزانہ بنا دیا۔ ڈاکٹر محبوب الحق کو اس بات پر بہت صدمہ ہوا اور انھوں نے کابینہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس موقع پر جنرل ضیاء الحق صاحب نے ان کو ایسا کرنے سے روکا۔ جنرل ضیاء الحق کی وفات کے بعد وہ واپس امریکہ چلے گئے اور اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) سے منسلک ہو گئے۔ یہاں انھوں نے انسانی وسائل کی ترقی کے اشاریے اور اس موضوع سے متعلق دوسری رپورٹس کی تیاری میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ آخرکار وہ پاکستان لوٹ آئے اور ہیومن ڈویلپمنٹ سنٹر اسلام آباد کے سربراہ بن گئے۔ یہ ایک ایسی غیر سرکاری تنظیم (NGO) تھی جس کے روابط بین الاقوامی اداروں سے تھے۔

ڈاکٹر محبوب الحق سے میرا پہلا تعارف ساٹھ کے عشرے میں اس وقت ہوا جب وہ پلاننگ کمیشن میں چیف اکانومسٹ تھے اور میں کراچی یونی ورسٹی کے شعبہ معاشیات میں پڑھا رہا تھا۔ وہ ایک ذہین اور بہت اچھی یادداشت کے علاوہ تحریر و تقریر کا ملکہ بھی رکھتے تھے۔ اگرچہ ان کا اپنا ایک خاص انداز تھا' لیکن وہ معاشی پیش منظر پر چھائے ہوئے خیالات کو آگے بڑھانے پر مجبور رہے۔

ستر کے عشرے میں کئی مواقع پر ہمیں مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں کے موقع پر اکٹھے ملنے اور مختلف موضوعات پر گفتگو کرنے کا موقع ملتا رہا۔ البتہ ان کے میرے درمیان زیادہ قریبی تعلقات اس وقت استوار ہوئے جب ۸۸-۱۹۸۵ء کے تین سال کے عرصے میں وہ سینیٹ میں بطور وفاقی وزیر اور میں اپوزیشن کی طرف سے بولنے والا تھا۔ اس عرصے کے دوران میں ان کی معاملہ فہمی' صلح جوئی اور قائل کرنے کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلاحیتوں سے آگاہ ہوا۔ بہت سے معاشی' سماجی اور نظریاتی مسائل پر' جن سے ملک دوچار ہے' ہماری سوچ بعض اوقات یکساں اور بعض اوقات مختلف ہوتی تھی۔ ہماری گفتگو ہمیشہ اچھے ماحول میں ہوتی تھی۔ مجھے تسلیم ہے کہ باوجود اپنی پوری کوشش کے' میں ان کو اسلامی معاشیات کی طرف مائل کرنے اور ان کا ذہن تبدیل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ البتہ انھوں نے کئی دفعہ وعدہ کیا کہ وہ اسلامی معاشیات پر مطالعہ بھی کریں گے اور اس کے بارے میں اپنی رائے قائم کریں گے۔ تاہم وہ اس بات پر متفق تھے کہ ہمیں غربت کے خاتمے اور سماجی انصاف کے لیے مشترکہ کوشش کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر محبوب الحق معاشیات کے نوکلاسیکی مکتبہ فکر کے زبردست حامی تھے۔ اسی پر انھوں نے کیمبرج اور ییل (Yale) کی جامعات میں عبور حاصل کیا تھا اور دنیا کے معاشی حقائق کے تناظر میں وہ اسی کے حوالے سے نئی نئی جہتوں کی تلاش میں تھے۔ البتہ انھوں نے ہارورڈ اور واشنگٹن مکتبہ فکر کی طرف سے بتائی گئی ترقیاتی حکمت عملیوں کو پورا پورا اختیار کر لیا۔ لیکن اس کے باوجود بعد کے دور میں وہ مروجہ ترقیاتی حکمت عملیوں اور منڈی کی میکانیت سے غیر مطمئن ہو گئے۔ انھوں نے اپنے کیریئر کا آغاز' منڈی کی معیشت' سرمایہ دارانہ آزادی' معاشیات میں اخلاقیات کے بارے میں غیر جانب داری اور سرمایہ پر مبنی ترقیاتی حکمت عملیوں پر اپنے پختہ یقین کے ساتھ کیا۔ ان کی سب سے پہلی تصنیف' "معاشی منصوبہ بندی کی حکمت عملی" (The Strategy of Economic Planning) تھی جسے آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس نیویارک نے ۱۹۶۳ میں شائع کیا۔ یہ کتاب بہت خوب صورت پیرائے میں اور بہت ہی مدلل انداز میں لکھی گئی تھی جس میں خالصتاً سرمایہ دارانہ طرز پر ترقی کی حکمت عملی کو واضح کیا گیا تھا۔ اس میں خام پیداوار میں اضافے کو ترقی کی بنیاد قرار دیا گیا' جب کہ تقسیم دولت اور فلاح عامہ کے پہلوؤں کو نظرانداز کیا گیا اور یہ توقع ظاہر کی گئی کہ اس کے نتیجے میں آخرکار بہت سے لوگوں کی معاشی حالت بہتر ہو جائے گی۔ درحقیقت انھوں نے معاشی ناہمواریوں کے حق میں دلائل دیے کیونکہ اس کے نتیجے میں ترقی کی رفتار کو بہت تیز کیا جا سکتا تھا۔ ان کے الفاظ میں: "تاہم آمدنیوں میں تفاوت کا ایک عملی جواز موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں صرف چند لوگوں کے صرف میں اضافہ نہ ہو' سب کی آمدنیوں میں اضافہ ہو جائے۔ مطلوبہ معاشی مساوات کا راستہ ابتدا میں ناگزیر معاشی ناہمواریوں سے گزر کر جاتا ہے" (معاشی ترقی کی حکمت عملی' ص ۳)۔ دوسری بات جس کی وہ گرفت میں رہے' وہ بیرونی امداد اور قرضوں پر مبنی ترقیاتی حکمت عملی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ بیرونی امداد پر مبنی ترقی کے نتیجے میں آخرکار خود انحصاری حاصل ہو گی۔ اس کے لیے انھوں نے بھرپور دلائل دیے' لیکن یہ معجزے کبھی رونما نہ ہوئے۔ یعنی ناہمواریوں کے نتیجے میں معاشی مساوات اور بیرونی امداد کے نتیجے میں خود انحصاری کبھی حاصل نہ ہو سکی۔ اور اگر تاریخ کوئی راہ نما ہے' تو ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ پہلی کتاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی طرح ان کی دوسری اہم کتاب، ''غربت کے اسباب'' (The Poverty Creation) تھی جو ۱۹۷۶ء میں کولمبیا یونی ورسٹی پریس نے شائع کی۔ اس کتاب میں بھی وہ بیرونی امداد اور قرضوں پر مبنی ترقیاتی حکمت عملی کے تصور سے جان نہ چھڑا سکے۔

ان کے ناقدین کا خیال ہے کہ جب ورلڈ بنک کے صدر رابرٹ میکنمارا نے پانچویں اور چھٹی دہائی میں پیش کی گئی ترقیاتی حکمت عملیوں کی کامیابی کے بارے میں اپنے شکوک کا اظہار کیا اور غربت کو بنیادی مسئلہ قرار دیا تو اس کے بعد ڈاکٹر محبوب الحق نے دوسرے ترقیاتی معیشت دانوں کی طرح غربت کی حد فاصل (Poverty Curtain) کی بات کرنا شروع کر دی۔

ڈاکٹر محبوب الحق ایک گم نام معیشت دان کے پردے سے نکل کر قومی سطح پر اس وقت نمودار ہوئے جب ایوب خان کے دور حکومت کے آخری ایام میں انھوں نے بائیس خاندانوں کی لوٹ مار کے خلاف آواز بلند کی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ منصوبہ بندی کمیشن اور پاکستان کی وفاقی حکومت کی پالیسیوں کے نتیجے میں افراد کے درمیان اور بین العلاقائی آمدنیوں میں تفاوت پیدا ہوا اور اس کے نتیجے میں معاشرے اور ملک میں لوٹ مار کا بازار گرم ہوا۔ یہ ڈاکٹر محبوب الحق اور ان کے ساتھیوں کی، جو حکومت اور ہارورڈ مشاورتی گروپ میں شامل تھے، دو دہائیوں پر مشتمل پالیسیوں کا نتیجہ تھا۔ ۱۹۸۲ء سے ۱۹۸۸ کے درمیان منصوبہ بندی کمیشن کے چیئرمین اور وفاقی وزیر خزانہ و منصوبہ بندی کی طرف سے پیش کی گئی پالیسیاں بھی اس سے مختلف نہ تھیں۔ درحقیقت کالے دھن کو سفید کرنے اور نئے معاشی قزاقوں کو سامنے لانے کے نتیجے میں ایسا ہوا۔ یہ طبقات قیام پاکستان کے وقت کے سرمایہ داروں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ برے تھے کیونکہ ان کی تو پاکستان سے، اس کے عوام اور نظریے سے وابستگی تھی اور انھوں نے پرخطر حالات میں دولت کمائی تھی، صرف بنک کے قرضوں اور بیرونی قرضوں کے سہارے پر ایسا نہ کیا تھا۔ اگر بائیس خاندانوں کی کہانی تیار کرنے اور پھیلانے کے بارے میں حقائق سے واقف ایک سینئر بیوروکریٹ کی ان باتوں پر یقین کیا جائے جو انھوں نے منصوبہ بندی کمیشن کے سیکرٹری کی حیثیت سے میرے ساتھ کام کرتے ہوئے بتائیں تو حقیقی تصویر کسی بھی طرح قابل رشک نہ تھی۔

ستر کی دہائی میں ڈاکٹر محبوب الحق ''ریسائیکلنگ تھیسس'' (recycling thesis) کے فروغ میں بہت سرگرم ہو گئے۔ یہ وہ خیال تھا جو مغرب نے طاقت کا توازن تیل پیدا کرنے والے ممالک کی طرف منتقل ہونے کے بعد پیش کیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر ریسائیکلنگ نہ ہوئی تو اس سے دنیا کی معیشتوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔ یہ حقیقت مدنظر رہے کہ ریسائیکلنگ کا بڑا حصہ تیل پیدا کرنے والے ممالک کی طرف ناقابل استعمال اسلحے کی درآمد اور ان کے مالیاتی وسائل کے مغربی ممالک کے بنکوں کی طرف بہاؤ پر مشتمل تھا،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جہاں ستر کی دہائی میں افراط زر کی شرح، سود کی شرح سے زائد تھی جس کے نتیجے میں ان ڈیپازٹس کی حقیقی قدر میں سالانہ تین فی صد کمی ہو رہی تھی۔

۱۹۸۲ تا ۱۹۸۸ وہ پاکستان کے منصوبہ بندی، خزانہ اور تجارت کے وزیر رہے۔ اس عرصے میں بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے ساتھ ان کی 'فتوحات' ملک پر قرضوں کا بوجھ ۱۹۸۲ کے ۱۱.۷ ارب ڈالرز سے ۱۹۸۸ میں ۱۹.۹ ارب ڈالر تک بڑھانے پر منتج ہوئیں (اب ۳۲ ارب ڈالر ہے)۔ انھوں نے ملک میں "ترقیاتی اسکیم" کا آغاز کیا جس کے تحت سینیٹروں اور اسمبلی کے ممبران کو یا ان کے ذریعے ان کے حلقہ انتخاب میں ترقیاتی کاموں کے لیے رقومات دی گئیں۔ اس اسکیم نے منتخب نمایندوں کی سطح پر سیاسی کرپشن کے دروازے چوپٹ کھول دیے۔ ملک آج تک اس کی سزا بھگت رہا ہے۔

ڈاکٹر محبوب الحق کی انسانی عنصر (human factor) کو ازسرنو اہمیت دینے، اور انسانی وسائل کی ترقی کے لیے کوششیں مثبت ہیں، لیکن انسانی ترقی کا ان کا تصوراتی خاکہ تعلیم اور صحت و صفائی سے آگے نہیں جاتا۔ حقیقی انسانی ترقی کے بنیادی سوال اور سماجی انصاف کی اہمیت کو پوری طرح محسوس نہیں کیا گیا۔ انسانی وسائل کا اشاریہ (Human Resource Index) ایک اور فیشن بن سکتا ہے۔ اور یہ اس وقت اور سنگین ہو جاتا ہے جب اسے "قومی سلامتی" کے بجائے "افراد کی سلامتی" کے حوالے سے دیکھا جائے جیسے کہ افراد کی سلامتی، قومی سلامتی کے بغیر بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ انھیں اور دوسرے معیشت دانوں کو مغربی ممالک اور پڑوسی ملک بھارت کے فوجی اور سیاسی عزائم پر کوئی خاص تشویش نہ تھی۔ ان کثیر الملکی کارپوریشنوں کی طرف سے پیدا کی گئی ناہمواریوں اور غیر منصفانہ اقدامات پر بھی وہ کوئی پریشانی محسوس نہ کرتے تھے جو دنیا کی ۸۲ فی صد تجارت پر قابض ہیں۔ اسی طرح بین الاقوامی مالیاتی اداروں اور سٹہ بازوں کے بارے میں جو عالمی منڈیوں کو اپنی مرضی پر چلاتے ہیں، انھوں نے کچھ نہ کہا۔ "آزاد روی" اور عالم گیریت کے پورے کھیل پر جس کے گرد نئے نوآبادیاتی نظام کا تانا بانا بنا جا رہا ہے، انھیں کوئی اعتراض نہ تھا۔ لیکن ڈاکٹر محبوب الحق جنوبی ایشیا میں بڑھتے ہوئے فوجی اخراجات کے ناقد تھے۔ وہ اس انتہا تک پہنچے کہ ۱۹۹۶ میں راجیو گاندھی فاؤنڈیشن کے تحت دہلی میں ہونے والے سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان دیوار برلن کو ختم ہونا چاہیے۔ یہ بات کہتے ہوئے وہ بھول گئے کہ دیوار برلن ایک ملک یعنی جرمنی کو دو حصوں میں تقسیم کرنے والی دیوار تھی۔ جب کہ پاکستان اور بھارت دو آزاد ممالک ہیں جن کے درمیان بین الاقوامی سرحد ہے جو ہندستان کے مسلمانوں کی تاریخی جدوجہد کے نتیجے میں قائم ہوئی تھی۔ ان کی کشمیر سے لاتعلقی کا اظہار ان کے "بھارتی مقبوضہ کشمیر" اور "پاکستانی مقبوضہ کشمیر" کے بیان سے لگایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ان کا کشمیر کو اقوام متحدہ کی ٹرسٹی شپ میں دینے کا بیان بھی ایسی فروگزاشت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھیں جو ہم جیسے بہت سے لوگوں کے لیے تکلیف و رنج کا باعث ہوئیں۔ خواہ کوئی، اس بات سے اتفاق نہ کرے کہ ان کا یہ نقطہ نظر امریکہ کو کشمیر میں قدم جمانے کا موقع دینے کے مترادف تھا (ملاحظہ ہو، الطاف گوہر صاحب کا مضمون 'Dr. Mahbubul Haq back in the Ring' دی نیشن ۱۲ فروری ۱۹۹۶ اور Please Haq Face Facts حوالہ الطاف گوہر کی کتاب 'Thoughts and After Thoughts' ص ۴۲۹-۴۳۰)۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر محبوب الحق جیسی ممتاز شخصیت نے ایک نازک قومی مسئلے پر ٹھوکر کھائی۔

ڈاکٹر محبوب الحق ایک بڑے آدمی تھے، وہ ایک ممتاز معیشت دان اور روشن خیال مفکر تھے۔ لیکن ان کی فکر میں روشن پہلوؤں اور حسین خوابوں کے ساتھ ساتھ چند تاریک پہلو بھی تھے اور کچھ پرفریب خیال بھی۔ لیکن اس نامکمل دنیا میں کون مکمل اور خامیوں سے پاک ہے۔ اب وہ اپنے رب کے پاس ہیں۔ اللہ تعالٰی انھیں اپنی رحمت و برکت سے نوازے۔ آمین (ترجمہ: میاں محمد اکرم، ماہنامہ امپیکٹ، لندن، نومبر ۹۸)

پیغام ڈائجسٹ

بچوں کا بہترین دوست

تفریح کا بھرپور سامان، تربیت کا یقینی ذریعہ

☆ مزیدار کہانیاں ☆ دلچسپ نظمیں ☆ معلوماتی مضامین
☆ سائنس رنگ ☆ حیرت کدہ ☆ روشن ستارے
اور سوال و جواب کا مقبول عام سلسلہ تایا الٹی میٹم
اس کے علاوہ وہ سب کچھ جو آپ پڑھنا چاہتے ہیں

قیمت فی شمارہ: 12 روپے سالانہ ممبرشپ: 120 روپے

دفتر پیغام ڈائجسٹ 5-اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور فون: 7585590-7587916

© rasailojaraid.com